مولانا محمد حسین آزادؔ

(۱۸۳۰ء.........۱۹۱۰ء)

محمد حسین آزادؔ معروف عالمِ دین اور صحافی مولوی محمد باقر کے بیٹے تھے۔ دِلّی میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کی ناکام جنگِ آزادی کے بعد، آزادؔ کے والد انگریزوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ گھر بار لُٹ گیا۔ تلاشِ معاش میں دِلّی چھوڑی۔ لکھنؤ اور حیدر آباد گئے۔ پھر لاہور پہنچ کر محکمۂ تعلیم میں پندرہ روپے ماہانہ تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔ حکومتِ پنجاب نے ان سے متعدد نصابی اور درسی کتابیں لکھوائیں۔ لاہور میں قائم انجمنِ پنجاب میں لیکچرر اور سیکرٹری رہے۔ آخری دنوں میں، گورنمنٹ کالج لاہور میں عربی و فارسی کے پروفیسر مقرر کیے گئے۔ ۱۸۸۸ء میں دماغی مرض شروع ہوا، جو مرتے دم تک باقی رہا۔

آزادؔ اُردو کے صاحبِ طرز نثر نگار ہیں۔ وہ اپنے اسلوبِ بیان کے موجد بھی ہیں اور خاتم بھی۔ ان کا تمثیلی اسلوبِ بیان انھیں اپنے عہد کے ادیبوں اور نثر نگاروں میں منفرد بناتا ہے۔ تخیل آفرینی، پیکر تراشی، تجسیم نگاری، شعریت اور رنگینی، واقعہ نگاری، نفسیاتی حقیقت آرائی اور مبالغہ آرائی ان کے اسلوب کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ ان کا اندازِ بیان، نثر کا ایک ایسا خوب صورت اور دلکش شاہکار ہے، جس نے ان کے بعد آنے والے ادیبوں کی اکثریت کو متاثر کیا۔ خوب صورت اور دلنشیں نثر کے علاوہ، ان کا ایک بڑا کارنامہ، اُردو میں جدید طرزِ شاعری ہے، جس کی ابتدا انجمنِ پنجاب لاہور کے مشاعروں سے ہوئی، جس کے وہ سیکرٹری تھے۔

آزادؔ کی تصانیف میں ''آبِ حیات''، ''دربارِ اکبری''، ''نیرنگِ خیال''، ''قصصِ ہند'' اور ''سخندانِ فارس'' بہت مشہور ہیں۔ اپنے اُستاد، ابراہیم ذوقؔ کا دیوان بھی آزادؔ نے مرتب کیا۔ آزادؔ نے موضوعاتی نظمیں بھی لکھیں، جو ''نظمِ آزادؔ'' میں شامل ہیں۔

مولانا محمد حسین آزاد

شاعروں کے لطیفے

مقاصدِ تدریس

۱۔ طلبہ کو بتانا کہ ہمارے شاعروں کی حسِ مزاح کس قدر تیز ہوتی ہے اور اُن کی عام گفتگو میں کتنے لطیف پہلو موجود ہوتے ہیں۔
۲۔ شعر و ادب میں طنز و ظرافت کی اہمیت واضح کرنا۔
۳۔ آپس کے تعلقات میں رواداری، تحمل اور برداشت کی ضرورت کا احساس اُجاگر کرنا۔
۴۔ مختلف شاعروں کے اندازِ گفتگو اور طبیعتوں سے متعارف کرانا۔
۵۔ کچھ زبان زدِ عام اشعار کے موقع و محل اور استعمال سے روشناس کرانا۔

(۱)

ایک دن لکھنؤ میں میؔر اور مرزا کے کلام پر دو شخصوں نے تکرار میں طول کھینچا۔ دونوں خواجہ باسط کے مرید تھے۔ اُنھی کے پاس گئے اور عرض کی کہ آپ فرمائیں۔ اُنھوں نے کہا کہ دونوں صاحبِ کمال ہیں، مگر فرق اتنا ہے کہ میؔر صاحب کا کلام 'آہ' ہے اور مرزا صاحب کا کلام 'واہ' ہے۔ مثال میں میؔر صاحب کا شعر پڑھا:

سرھانے میؔر کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

پھر مرزا کا شعر پڑھا:

سوؔدا کی جو بالیں پہ ہوا شورِ قیامت
خدّامِ ادب بولے ”ابھی آنکھ لگی ہے“

اِن میں سے ایک شخص جو مرزا کے طرف دار تھے، وہ مرزا کے پاس بھی آئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ مرزا بھی میؔر صاحب کے شعر کو سُن کر مسکرائے اور کہا، ”شعر تو میؔر کا ہے، مگر داد خواہی اُن کی دَوا کی معلوم ہوتی ہے۔“

(۲)

ایک دن سوؔدا مشاعرے میں بیٹھے تھے۔ لوگ اپنی اپنی غزلیں پڑھ رہے تھے۔ ایک شریف زادے کی ۱۲۔۱۳ برس کی عمر تھی، اُس نے غزل پڑھی۔ مطلع تھا:

دِل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

گرمیِ کلام پر سوؔدا بھی چونک پڑے۔ پوچھا ”یہ مطلع کس نے پڑھا؟“ لوگوں نے کہا، ”حضرت یہ صاحبزادہ ہے۔“ سوؔدا نے بھی بہت تعریف کی۔ بہت مرتبہ پڑھوایا اور کہا کہ میاں لڑکے! جوان ہوتے نظر نہیں آتے۔ خدا کی قدرت اُن ہی دنوں میں لڑکا جَل کر مر گیا۔

(۳)

ایک دن انشاؔاللہ خاں، جُرأتؔ کی ملاقات کو آئے۔ دیکھا تو سر جھکائے بیٹھے کچھ سوچ رہے ہیں۔ اُنھوں نے پوچھا کہ کس فکر میں بیٹھے ہو؟ جرأتؔ نے کہا کہ ایک مصرع خیال میں آیا ہے، چاہتا ہوں کہ مطلع ہو جائے۔ اُنھوں نے پوچھا کہ کیا ہے؟ جُرأتؔ نے کہا خوب مصرع ہے مگر جب تک دوسرا مصرع نہ ہوگا، تب تک نہ سناؤں گا، نہیں تو تم مصرع لگا کر اِسے بھی چھین لوگے۔ سید انشاؔ نے بہت اصرار کیا۔ آخر جرأتؔ نے پڑھ دیا:

اس زُلف پہ پھبتی شبِ دیجور کی سُوجھی

سید انشاؔ نے فوراً کہا:

اندھے کو اندھیرے میں بہت دُور کی سُوجھی

جُرأتؔ ہنس پڑے اور اپنی لکڑی اُٹھا کر مارنے کو دوڑے۔ دیر تک سیّد انشاؔ آگے آگے بھاگتے پھرے اور یہ پیچھے پیچھے ٹٹولتے پھرے۔

(۴)

ایک مشاعرے میں شیخ امام بخش ناسخؔ ایسے وقت پہنچے کہ جلسہ ختم ہو چکا تھا، مگر خواجہ حیدر علی آتشؔ وغیرہ چند شعرا بھی موجود تھے، یہ جا کر بیٹھے۔ تعظیمِ رسمی اور مزاج پُرسی کے بعد کہا کہ جناب خواجہ صاحب مشاعرہ ہو چکا؟ اُنھوں نے کہا کہ سب کو آپ کا اشتیاق رہا۔ شیخ صاحب نے یہ مطلع پڑھا:

جو خاص ہیں وہ شریکِ گروہِ عام نہیں
شمار دانۂ تسبیح میں امام نہیں

چونکہ نام بھی امام بخش تھا، اِس لیے تمام اہلِ جلسہ نے نہایت تعریف کی۔

(۵)

ایک شاگرد اکثر بے روزگاری کی شکایت سے سفر کا ارادہ ظاہر کیا کرتے تھے اور خواجہ صاحب [حیدر علی آتشؔ] اپنی آزاد مزاجی سے کہا کرتے تھے کہ میاں کہاں جاؤ گے؟ دو گھڑی مِل بیٹھنے کو غنیمت سمجھو اور جو خدا دیتا ہے، اِس پر صبر کرو۔ ایک دن وہ آئے اور کہا کہ حضرت! رخصت کو آیا ہوں۔ فرمایا: ”خیر باشد کہاں؟“ انھوں نے کہا: ”کل بنارس کو روانہ ہوں گا۔“ کچھ فرمائش ہو تو فرما دیجیے۔ آپ ہنس کر بولے: ”اتنا کام کرنا کہ وہاں کے خدا کو ذرا ہمارا بھی سلام کہ دینا۔“ وہ حیران ہو کر بولے کہ حضرت! یہاں اور

وہاں کا خُدا جدا ہے؟ خواجہ صاحب نے کہا: ''جب خدا وہاں یہاں ایک ہے تو پھر ہمیں کیوں چھوڑتے ہو؟ جس طرح اُس سے وہاں جا کر مانگو گے اُسی طرح یہاں مانگو، جو وہاں دے گا یہاں بھی دے گا۔'' اِس بات نے اُن کے دل پر ایسا اثر کیا کہ سفر کا ارادہ موقوف کیا اور خاطر جمعی سے بیٹھ گئے۔

(۶)

ایک دن معمولی دربار تھا۔ اُستاد [ابراہیم ذوقؔ] بھی حاضر تھے۔ ایک مُرشد زادے تشریف لائے۔ وہ شاید کسی اور مرشدزادی یا بیگمات میں سے کسی بیگم صاحب کی طرف سے کچھ عرض لے کر آئے تھے۔ اُنھوں نے آہستہ آہستہ بادشاہ سے کچھ کہا اور رخصت ہوئے۔ حکیم احسنؔ اللہ خاں بھی موجود تھے، اُنھوں نے عرض کی: ''صاحبِ عالم! اِس قدر جلدی، یہ آنا کیا تھا اور تشریف لے جانا کیا تھا؟'' صاحبِ عالم کی زبان سے اس وقت نکلا کہ اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے۔ بادشاہ نے اُستاد کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ''اُستاد! دیکھنا کیا صاف مصرع ہوا ہے۔'' اُستاد صاحب نے بے توقف عرض کی کہ حضور:

لائی حیات، آئے، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے

(۷)

مرزا [غالبؔ] کی قاطعِ برہان کے بہت شخصوں نے جواب لکھے ہیں اور بہت زبان درازیاں کی ہیں۔ کسی نے کہا کہ حضرت! آپ نے فلاں شخص کی کتاب کا جواب نہ لکھا۔ فرمایا: ''بھائی! اگر کوئی گدھا تمھارے لات مارے تو تم اُس کا کیا جواب دو گے؟''

(آبِ حیات)

مشق

ا۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) خواجہ باسط نے میرؔ اور مرزا کے کلام کے بارے میں کیا فرمایا؟

(ب) شریف زادے کی غزل سن کر سوداؔ نے کیا کہا؟

(ج) سید انشاؔ کے اصرار پر جرأت نے کون سا مصرع پڑھا؟

(د) خواجہ صاحب اپنے اُس شاگرد سے کیا کہا کرتے تھے، جو اکثر بے روزگاری کی شکایت سے سفر کا ارادہ کیا کرتے تھے؟

(ہ) صاحب عالم کی زبان سے اُس وقت کیا نکلا جب حکیم احسن اللہ خاں نے جلدی سے اُن کے آنے اور جانے پر اظہارِ تعجب کیا؟

۲۔ درست جملوں پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) شعر تو میرؔ کا ہے مگر داد خواہی اُن کی دَدا کی معلوم ہوتی ہے۔

(ب) سوؔدا نے بہت تعریف کی اور کہا کہ میاں لڑکے بہت طویل عمر پاؤ گے۔

(ج) جرأتؔ ہنس پڑے اور اپنی لکڑی اُٹھا کر مارنے کو دوڑے۔

(د) چونکہ نام بھی امام بخش تھا، اِس لیے تمام اہلِ جلسہ خاموش رہے۔

(ہ) بھائی! اگر کوئی گدھا تمھارے لات مارے تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟

۳۔ سبق کے متن کو مدِ نظر رکھ کر درست جواب کی نشان دہی (✓) سے کریں۔

(الف) میرؔ اور مرزا کے کلام پر تکرار کرنے والے کس کے مرید تھے؟

(i) خواجہ میر دردؔ کے (ii) مرزا غالبؔ کے

(iii) ابراہیم ذوقؔ کے (iv) خواجہ باسط کے

(ب) انشااللہ خاں ایک دن کس کی ملاقات کو آئے؟

(i) غالبؔ کی (ii) میر دردؔ کی

(iii) جرأتؔ کی (iv) مصحفیؔ کی

(ج) یہ مصرع ''اس زلف پہ پھبتی شبِ دیجور کی سُوجھی'' کس شاعر کا ہے؟

(i) انشاؔ کا (ii) جرأتؔ کا

(iii) دردؔ کا (iv) میرؔ کا

(د) ''قاطعِ برہان'' کے مصنّف کون ہیں؟

(i) ذوقؔ (ii) مومنؔ

(iii) غالبؔ (iv) سوداؔ

۴۔ متن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مناسب لفظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) ایک دن لکھنؤ میں .... کے کلام پر دو شخصوں نے تکرار میں طول کھینچا۔

(ب) میر صاحب کا کلام .... ہے، مرزا صاحب کا کلام .... ہے۔

(ج) گرمیِ کلام پر .... بھی چونک پڑے۔

(د) .... نے کہا کہ ایک مصرع خیال میں آیا ہے۔

(ہ) جرأتؔ ہنس پڑے اور .... اٹھا کر مارنے کو دوڑے۔

(و) .... کو .... میں بہت دُور کی سُوجھی

(ز) چونکہ نام بھی............تھا اس لیے تمام اہلِ جلسہ نے نہایت تعریف کی۔

(ح) ایک شاگرد اکثر............کی شکایت سے سفر کا ارادہ ظاہر کیا کرتے تھے۔

(ط) ایک دن معمولی دربار تھا............بھی حاضر تھے۔

(ی) انھوں نے............بادشاہ سے کچھ کہا اور رخصت ہوئے۔

۵۔ ان الفاظ کے متضاد لکھیں۔

کمال، طرف دار، گرمی، مطلع، خاص، بے روزگاری

۶۔ مذکر اور مؤنث الفاظ الگ الگ کریں۔

کلام، تکرار، طول، آہ، قیامت، شور، چراغ، تعریف، قدرت، زلف، مصرع، مزاج، تسبیح، شکایت

۷۔ مندرجہ ذیل الفاظ پر اِعراب لگائیں۔

کمال، مطلع، چراغ، اشتیاق، غنیمت

۸۔ مندرجہ ذیل عبارت کی تشریح سیاق وسباق کے ساتھ کیجیے۔

"ایک دن معمولی دربار تھا............اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے۔"

۹۔ مندرجہ ذیل واحد الفاظ کے جمع اور جمع کے واحد لکھیے۔

کمال، شعر، مشاعرہ، بیگمات، شخص، خُدام

۱۰۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
آہ	ٹُک
پھپھولے	سَودا
ذرا	اَنشا
مرزا	واہ
جرأت	دل

ذُومعنی الفاظ:

کچھ الفاظ ذُومعنی ہوتے ہیں یعنی ایسے الفاظ جن کے دو مفہوم ہوں مثلاً:

الفاظ	تکرار	عرض	مطلع
معنی	ا۔ جھگڑا ۲۔ بار بار	ا۔ گزارش ۲۔ چوڑائی	ا۔ غزل اور قصیدے کا پہلا شعر ۲۔ طلوع ہونے کی جگہ

بچوں کو ایسے مزید پانچ الفاظ تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھنے کی تلقین کی جائے۔

سرگرمیاں:

ا۔ آزاد کی کتاب ''آبِ حیات'' سے ان لطیفوں کے علاوہ کوئی اور لطیفہ پڑھ کر اپنی کاپی پر لکھیں۔

۲۔ طلبہ کو پہلے میر تقی میرؔ کی کوئی غزل درست تلفّظ کے ساتھ سنائیں اور پھر ان کو پڑھنے کے لیے کہا جائے۔

اشاراتِ تدریس

ا۔ اساتذہ کے لیے لازم ہے کہ اس سبق کی تدریس سے قبل وہ خود محمد حسین آزادؔ اور اُن کی کتاب ''آبِ حیات'' سے آگاہی حاصل کریں۔

۲۔ اس سبق کی تدریس سے قبل طلبہ کو 'لطائف' کے اُسلوب سے آگاہ کریں۔

۳۔ ایک ایک لطیفے کی قرأت کے ساتھ ساتھ اُس کی وضاحت کریں اور جو اشعار ان میں استعمال ہوئے ہیں اُن کی تشریح کریں۔

۴۔ قرأت کے دوران لطیفے کا تأثر قائم رکھیں۔

۵۔ نئے الفاظ کا مفہوم بیان کریں اور اُن کا استعمال سمجھائیں۔